رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

بدر

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

قادیان

پیغام صلح

دفتر ڈپٹی کمشنر صاحبہ منٹگمری

Montgomery

INDIA POSTAGE 3P 3P THREE PIES

جلد ۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ شعبان ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۶ء | نمبر ۳۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

یہ پرچہ بوجہ میری اہلیہ کی علالت کے دو یوم لیٹ ہو کر شائع ہوتا ہے

احباب میری اہلیہ کی صحت کامل کیلئے دعا فرما کر عنداللہ ثواب حاصل کریں

(۱) سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۴ نومبر کو سندھ سے لاہور اور وہاں سے بذریعہ موٹر سوا ہو کر بخیریت تمام رات کے ساڑھے گیارہ بجے رونق افروز دارالامان ہوئے۔ الحمدللہ

(۲) مکرمی اخویم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب سابق ناظر دعوۃ و تبلیغ و حال امور عامہ کشمیر سے اور محترم خانصاحب مولوی فرزند علی ناظر بیت المال سفر بنگال سے فائز المرام بخیریت تمام واپس تشریف لے آئے۔

(۳) کل ۱۴ نومبر کو صاحبزادہ مظفر احمد بی اے خلف اکبر حضرت میرزا البشیر احمد صاحب ایم اے اور مرزا مجید احمد صاحب بی اے ابن جناب مرزا عزیز احمد صاحب ای اے سی بخیریت تمام سفر لنڈن سے واپس تشریف لائے۔ احباب نے شاندار استقبال ریلوے اسٹیشن پر کیا۔

احمدی کے نام پیغام

اے احمدی اے احمدی اے مشعلِ راہِ ہدیٰ
فرزند ہے اسلام کا طالب نہ ہو آرام کا!
نفرت تھی غیر اللہ سے اور عشق تھا اللہ سے
تثلیث کا سر قلم تو توحید کا گاڑ اب علم
یہ چشمۂ نور و ہدیٰ ہر بے بصیرت کو دکھا
اصلاح کر اعمال کی اصلاح کر اقوال کی
اس بستیٔ دل کو بنا پھر عرش تو اللہ کا
جو ہیں جہالت میں پڑے اور ہیں ضلالت میں کھڑے

کس بات کی اب دیر ہے کس سوچ میں ہے تو پڑا
یہ شوکت دنیا ہے کیا تبلیغ میں سر بھی کٹا
اسلاف کی جانب ذرا اب تو نظر اپنی اُٹھا
اس کفر کو جڑ سے اکھاڑ اور شرک و بدعت کو مٹا
اللہ کے بندوں کو اب اللہ سے تو دے ملا
دنیا سے گویا یک قلم سارے گناہوں کو اڑا
اور خالق و مخلوق کا مخلوق کو رشتہ بنا
اب مشعلِ دینِ ہدیٰ سے اوٹھ انہیں آکر اوٹھا!

اے احمدی اے احمدی اے مشعلِ راہِ ہدیٰ
ہو کامیاب و کامراں میری ہمیشہ ہے دعا

(نور محمد نسیم از قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

مسیح موعودؑ کو قادیان میں نازل کر کے تمام مذاہب پر اتمام حجّت کر دی

میرے ایک دوست نے یہ سوال کیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو کیوں قادیان میں نازل فرمایا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے۔ خاکسار نے جو جواب ان کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ وہ میں ناظرین فاروق کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ امید ہے کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو تمام دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے اس لئے تمام مذاہب کے ماننے والوں کا یہ اوّلین فرض ہے کہ اپنی کتابوں کی بیان کردہ پیشگوئیوں کی بناء پر حضرت کرشن ثانی جناب مرزا غلام احمدؑ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کر لیں۔

مسلمان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرما دیا ہے کہ مسیح ثانی تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ یعنی مسلمان ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ صاف اعلان فرما دیا ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں !!
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین !

اس اعلان کی موجودگی میں مسلمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

عیسائی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ مسیح کی آمد ثانی چور کیطرح ہوگی (پطرس ۳ باب ۱۰) اس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی امت کو یہ بتا دیا ہے کہ مسیح کی آمد ثانی بجیس بدل کر اپنے مثیل کے رنگ میں ہوگی۔ اس عبارت کی موجودگی میں عیسائیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عیسائیت کا بھیس بدل اسلامی جامہ میں جلوہ فرما ہوئے ہیں۔

ویدک دھرم اور حضرت کرشن ثانی علیہ السلام

حضرت کرشن جی مہاراج علیہ السلام اپنی شہرۂ عالم کتاب گیتا کے ادھیائے ۴ شلوک ۷ میں فرماتے ہیں۔ کہ ہے بھارت جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کی بردہی ہوتی ہے تب تب ہی میں پرگٹ ہوتا ہوں۔

اس شلوک میں شری کرشن جی مہاراج علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں ہندوستان میں دھرم کے قائم کرنے کے لئے پرگٹ ہوتا ہوں۔ اس حوالہ کی موجودگی میں ویدک دھرمی بھائیوں کا یہ فرض ہے کہ اگر ان کے دلوں میں شری کرشن جی مہاراج علیہ السلام کے قول کا پاس ہے۔ تو شری یوگیراج کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرن میں آجاویں۔ کیونکہ قادیان دارالامان بھارت میں ہی ہے۔ اور اپنے قول کے مطابق شری کرشن جی نے اب قادیان میں اپنے آپ کو پرگٹ کیا ہے

سکھ اور حضرت کرشن قادیانی علیہ السلام

گورو نانک دیو جی رحمۃ اللہ علیہ اور گورو گوبند سنگھ جی سکھوں کے لئے پیشگوئی کر گئے ہیں۔ پرگنہ بٹالہ واقع پنجاب میں ایک گورو پیدا ہوگا۔ اور کہ وہ کرپانی جامہ میں مبعوث ہوگا۔ وہ زمیندار اور قوم کھتری سے ہوگا۔ شری گرنتھ تلنگ محلہ ۱ صفحہ ۱۳۷۔ قادیان دارالامان پرگنہ بٹالہ میں ہے۔ اور حضرت گورو نانک دیو جی کی مذکورہ بالا پیشگوئی حرف بحرف حضرت مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پوری اترتی ہے۔ اس لئے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ باری تعالےٰ کا حضرت مرزا غلام احمدؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قادیان دارالامان میں نازل فرمانا عین حکمت ہے۔ اور اسی میں تمام دنیا کی بہتری تھی (فتح محمد احمدی شرما از کراچی)

کمزور و اولاد بوڑھوں کیلئے آب حیات ہے

امرت بوٹی } ہر قسم کی کمی اور مردانہ کمزوری کیلئے اکسیر اعظم ہے جس کی قدر و قیمت استعمال کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ دل دھڑکتا ہو۔ خون کی کمی ہو۔ چہرہ کا رنگ زرد اور پژمردہ سا ہو گیا ہو۔ سانس پھولتا ہو۔ جریان کی وجہ سے کمر میں درد رہتا ہو۔ قوت مردانہ پانی کی طرح رقیق اور بہتی ہو احتلام کی کثرت اور سرعت کی بیماری لگ چکی ہو۔ جگر کام نہ کرتا ہو۔ قوت ہاضمہ خراب اور بھوک کے نہ لگنے کی ہر دم شکایت رہتی ہو۔ تو اس اکسیر حیات امرت بوٹی کو حاصل کریں۔ قیمت ۲۱ روزہ معہ امرت رس کے عہ

محافظ دندان

پائیریا ایک خوفناک مرض ہے طبیب۔ ڈاکٹروں کو ہی معلوم ہے کہ جب یہ مرض بگڑ جاتا ہے تو کسقدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس مرض کے جراثیم کو ہلاک کرنے اور صفائی کرنے۔ مسوڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے چار ادویات حاصل کریں۔ پائیرس پوڈر ۱ے۔ ۲ے پائیرس کریم۔ پائیرس لوشن۔ جملہ قیمت ہر چہار ادویات کا بکس ۱۰ عہ

کا

پتہ

فقیر احمد خان احمدی حکیم حاذق جالندھر چھاؤنی
(پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن

تنقیح پر رسالہ الوہیت مسیح

(از شیخ عبدالقادر صاحب احمدی لائل پور)

(۵)

گذشتہ نمبر میں اناجیل کی آیات واضحہ سے یہ امر بوجہ اتم ثابت ہو چکا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ہرگز کوئی دعویٰ خدائے اکبر سے برابری کا نہ تھا بلکہ اگر آپ کے کلام کو تسکین قلب اور بنیت خیر دیکھا جائے تو اس سے تو صاف یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح۔ ہاں وہ عجز و انکسار کا پتلا۔ صاحب مروت اور حلیمی طبع کا متوالا صرف عجز پسند تھا۔ اور وہ ہمیشہ آپ کو بمقابلہ خدا کمتر حقیر ناتوان اور کمزور جتلاتا رہا۔ چنانچہ اس کا اقرار کہ باپ مجھ سے بڑا ہے (یوحنا ۱۴/۲۸) اسکا کافی وافی ثبوت ہے۔ اور اسی طرح پولوس رسول کا قول کہ "ہر ایک مرد کا سر مسیح ہے۔ اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا (کرنتھیوں ۱۱/۳) میرے دعویٰ کی مزید حاشیہ آرائی کر رہا ہے۔

علےٰ ہذا القیاس مزید براں زبور بائیسویں ۲۲ (جس کے متعلق نصاریٰ کے سرکردہ پادریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام و کمال حضرت مسیح کے صلیبی واقعات کے متعلق ہے۔ چنانچہ پادری صاحب بھی اسی زبور کو اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر حضرت مسیح پر ہی چسپاں کرتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح زبور ۲۲ کے ریفرنس سے بھی ظاہر ہے کہ یہ زبور حضرت مسیح کے متعلق ہے کیونکہ اس میں اناجیل کی وہ آیات مندرج ہیں۔ جو کہ اس زبور کی آیات کے بالکل بدل میں ہیں۔ اور جن میں کہ زبور ہذا کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح کے حالات صلیب وغیرہ درج ہیں (دیکھو بائیبل ۱۸۷۰ء مطبوعہ مرزاپور کا حاشیہ) میں لکھا ہے "اے میری خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۲۷/۴۶ و مرقس ۱۵/۳۴ ایلی ایلی لما سبقتنی) تو میری دہائی سے اور میری کراہنے کی باتوں سے کیوں دور رہا۔ (متی ۲۷ عبرانیوں ۵/۷) ..... پر میں کیڑا ہوں نہ انسان آدمیوں کی ننگ ہوں اور قوم کی عار۔ وے سب جو مجھ کو دیکھتے ہیں مجھ پر ہنستے ہیں۔ (متی ۲۷/۳۹-۴۱ مرقس ۱۵/۲۹ و لوقا ۲۳/۳۵) اور اپنے ہونٹ پسارتے ہیں۔ اور سر ہلا ہلا کے کہتے ہیں۔ (متی ۲۷/۳۹) کہ اس نے اپنے تئیں خداوند پر چھوڑا ہے..... پس اگر وہ اس پر راضی ہے تو وہی اسے (صلیب پر سے) چھڑا دیگا۔ (متی ۲۷/۴۳-۴۴) ..... وہ میرے ہاتھ اور پاؤں چھیدتے ہیں (یوحنا ۱۹/۳۵) مرقس ۱۵/۲۴ و لوقا ۲۳/۳۳ و یوحنا ۱۹/۲۳-۳۷) ..... وے مجھے تاکتے ہیں اور گھورتے ہیں۔ (لوقا ۲۳/۳۵-۳۰) وے میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں۔ اور وے میرے لباس پر قرعہ ڈالتے ہیں۔ (چنانچہ متی کا انجیل نویس یہی آیت پیش کرتا ہوا کہتا ہے "یہودیوں نے مسیح کے کپڑوں پر چٹھی ڈالکے انہیں بانٹ لیا تاکہ جو نبی نے (زبور بائیس آیت ۱۸ میں) کہا تھا پورا ہوا کہ انہوں نے میرا لباس آپس میں بانٹ لیا۔ اور ان پر قرعہ ڈالا" (دیکھو متی ۲۷/۳۵ بحوالہ زبور ہذا ۲۲/۱۸) پر اے خداوند تو مجھ سے دور مت رہ۔ زبور ۲۲ آیات ۱ تا ۳۰۔

نوٹ۔ یاد رہے کہ (جیسا کہ میں پہلے بھی ثابت کر چکا) کہ یہ زبور لفظ لفظ حضرت مسیح کے متعلق ہے۔ یعنے آپ کے صلیبی واقعات کا پورا نقشہ ہے۔ کیونکہ میں نے اناجیل سے ان تمام واقعات صلیب کے حوالے جو کہ اس زبور کی پیشگوئی کے بلفظہ و بعینہ مطابق حضرت مسیح سے درپیش رہے۔ بریکٹ میں درج کر دیئے ہیں۔

پس یہ امر علی وجہ الاتم بپایہ ثبوت پہنچ چکنے کے بعد کہ یہ زبور حضرت مسیح کے متعلق ہے میں پادری صاحب سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ مندرجہ بالا جلی الفاظ یعنی زبور ۲۲/۱۸ (پر میں کیڑا ہوں نہ انسان) تعصب سے فارغ ہو کر پڑھیں۔ اور پھر سچ سچ کہیں کہ اسے جو کہ آپ کو خدائے تعالیٰ کے مقابلہ میں انسان چھوڑ ایک کیڑا ٹھیراتا ہے۔ خدائے اکبر کے برابر کہنا کہاں تک درست ہے۔

اور پھر صرف یہی نہیں۔ بلکہ جہاں تک انسان آپ کے واقعات زندگی اور تعلیم کا مطالعہ کرتا جائے تو وہ ہر جگہ کیا آپ کے اسوہ اور کیا آپ کی تعلیم میں آپ کو قوی اور ذوالجلال کی بجائے عاجز ناتوان اور صاحب احتیاج ہی پائے گا۔ جو کہ بدیہی اور مبرہن شاہد ناطق ہے اس بات پر کہ پادری صاحب کا دعوے مساوات مابین باپ بیٹا سراسر باطل اور افترا ہے۔ کیونکہ یہ تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ وہ جو کہ آپ کو بمقابلہ خدا نیک کہنا بھی گوارا نہ کرتا ہو۔ (متی ۱۹/۱۷) اور بآواز بلند اور ببانگ دہل کہتا ہو کہ میں بغیر وسیلہ باپ آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ (یوحنا ۵/۳۰) اور نہ ہی مجھے کسی کو دائیں بائیں بٹھلانے کا اختیار حاصل ہے (متی ۲۰/۲۱ تا ۲۳) ہاں وہی جو قوت کا طالب (لوقا ۲۲/۴۴) تکبر سے کوسوں دور (یوحنا ۱۴/۲۸) اپنی نیکی کا منکر اور خود آپ میں زندگی کا ایک سانس بھی نہ رکھ سکتا۔ (یوحنا ۶/۵۷) خدا کے برابر ٹھیرے۔ اور پھر اسی طرح یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ جو کہ بوقت مصیبت آستانہ الوہیت پر بقلب حزیں۔ رو رو کر نہایت آہ و زاری۔ الحاح۔ اضطراب اور قلق سے خون کے آنسو بہاتے ہوئے رب النصر۔ رب النصر پکار رہا ہو۔ اور پھر جس کے کہ تڑپتے ہوئے دل اور کانپتی ہوئی زبان سے بوقت نزاع بصورت یاس و ناامیدی متیٰ نصر اللہ یعنی ایلی ایلی لما سبقتنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جیسی دردمندانہ آہ بے اختیار نکلے اور علے ہذہ القیاس وہ جو کہ یہودیوں سے ڈرتا (یوحنا ۷/۱۱-۵۳) اور آخر انہی کے ہاتھوں صلیب پر چڑھ کر بزعم نصاریٰ جان بحق تسلیم ہوا۔ خدائے حیّ وقدوس ہاں قادر و توانا خدا کے برابر ہو۔ ناممکن ناممکن۔

پس یہ امر ملاحظہ کرنے کے بعد کہ حضرت مسیح ہرگز متصف بصفات الٰہیہ نہ تھے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ یعنی خدائے ذوالجلال اور قوی اور قادر و توانا خدا کی صفات بھی بروئے بائیبل ملاحظہ ہوں۔ لکھا ہے (۱) "وہ مبارک اور اکیلا حاکم بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند ہے۔ بقاء صرف اسی کو ہے وہ اس نور میں رہتا ہے۔ جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسے کسی انسان نے نہ دیکھا۔ اور نہ دیکھ سکتا ہے اس کی عزت اور قدرت ابدی رہے تمط ۱/۶ ۱/۱۶ ازلی بادشاہ۔ غیر فانی۔ نادیدنی واحد حکیم خدا کی عزت اور جلال ابدالآباد رہے۔ تمط ۱/۱۷ ۱/۱۷ وزبور ۱۸/۹۰) وہی زندہ خداوند ہے۔ اور ہمیشہ قائم ہے۔ اس کی سلطنت لازوال ہے اور اس کی مملکت تا ابد رہیگی۔ یرمیاہ ۱۰/۱۰ دانی ایل ۶/۲۶) خدا تعالیٰ حیات ابدی ہے دانی ایل ۴/۳۴۔ یرمیاہ ۲۳/۳۶) پس ثابت ہوا۔ کہ خدا حیّ و قیوم ہے اور وہ ہرگز لقمہ اجل نہیں ہو سکتا ؎

سب موت کا شکار ہیں اس کو فنا نہیں

لیکن برخلاف اس کے حضرت مسیح تین دن رات مرے رہے۔ (متی) (۲) (۱) خدا تعالیٰ کے آگے کوئی بات آن ہونی نہیں۔ (لوقا ۱/۳۸) یعنی وہ قادر مطلق ہے (کرنتھیوں ۲۶/۱۸) اس سے سب کچھ ہو سکتا ہے (متی ۱۹/۲۶) اے خداوند یہواہ دیکھ تو نے اپنی بڑی قدرت سے اور اپنے بڑھائے ہوئے بازو سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور تیرے آگے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ (یرمیاہ ۳۲/۱۷) انسان سے نہیں ہو سکتا پر خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے (متی ۱۹/۲۶ و مرقس ۱۰/۲۷ و لوقا ۱۸/۲۷ و روم ۴/۲۱) پھر خدا نے اس سے کہا کہ میں خدا قادر مطلق ہوں۔ (خروج ۳۵/۱۱ گنتی ۲۴/۱۶) اے خدا تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ تو اس پیالہ (صلیب) کو مجھ سے ٹالدے (مرقس ۱۴/۳۶) (ب) خداوند جو قوی اور قادر ہے۔ خداوند جو جنگ میں زور آور ہے (زبور ۲۴/۸ تواریخ ۱۶/۲۵ زبور ۵۹/۱۷) لیکن مسیح کمزوری کے سبب سے صلیب دیا گیا۔ (کرنتھیوں ۱۳/۴) (۳) تو ہاں وہی اکیلا سارے بنی آدم کے دلوں کو جانچتا ہے۔ (سلاطین ۵/۱۱ ۳۹/۸) خداوند کی آنکھیں ساری زمین پر دوڑتی پھرتی ہیں..... تاکہ وہ اپنے تئیں قوی دکھلاوے (تواریخ ۲/۱۶ ۹/۱۶ تواریخ ۶/۳۱ ۲/۳۱) لیکن قطع نظر اس کے حضرت مسیح ہرگز عالم الغیب والشہادۃ نہ تھے۔ ملاحظہ ہو متی ۲۱/۱۸-۱۹)

(۴) (ا) خداوند خدا کا شکر کرو۔ کہ وہ نیک اور مقدس ہے۔ اور اس کی رحمت ابدی ہے۔ (تواریخ ۱۶/۳۴ ۱) تم خداوند ہمارے خدا کو بزرگ جانو اس کے پاؤں کی کرسی کے پاس سجدہ کرو۔ کہ وہ قدوس ہے (زبور ۹۹/۵) لیکن جناب مسیح نے صفت ہذا کو قبول نہ کیا۔ (مرقس ۱۰/۱۸) (ب) اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ ہر جاندار کو روزی دیتا ہے (زبور ۱۳۶/۲۵) لیکن مسیح خود روزی کا محتاج نظر آتا ہے۔ (لوقا ۲۴/۴۴ و متی ۲۱/۱۸-۱۹) (ج) مجیب الدعوات خدا "اے خدا تو دعاؤں کا سننے والا ہے سارے بشر تیرے پاس آویں گے۔ (زبور ۶۵/۲) لیکن مسیح خود گریہ زاری سے دعا کرتا تھا (لوقا ۲۲/۱۲ متی ۲۶/۳۹ و ۴۵) (۵) جناب مسیح تو کہتے ہیں کہ "ابن آدم قتل کیا جائے گا۔ (مرقس ۹/۳۱) لیکن برخلاف اس کے اللہ تعالیٰ قتل سے پاک ہے اور جو قتل ہو جائے وہ خدا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے "کیا تو اس کے آگے جو تجھے قتل کرے گا۔ پھر کہے گا کہ میں الٰہ ہوں۔ لہٰذا تو اپنے قتل کرنے والے کے ہاتھ میں خدا نہیں۔ بلکہ انسان ٹھیرا۔ (حزقی ۲۸/۹) پس اب سوچو اور سمجھو اور فکر اور تدبر سے کام لیتے ہوئے سچ سچ کہو کہ کیا مذکورۃ الصدر صفات الوہیت حضرت مسیح میں موجود ہیں۔ اگر کہو موجود تو آپ یقیناً خدا ہوئے۔ لیکن اگر جواب نفی میں ہو۔ تو پھر بتاؤ کہ کیا یہ ممکن ہے کہ "خدا اپنی صفات کو آسمان پر چھوڑ کر نرا مجرد اور برہنہ ہو کر دنیا میں آجائے۔ اور اپنی صفات کاملہ (جو کہ اس کی ذات سے لازم غیر منفک ہیں اور جن کا کہ کبھی تعطل جائز نہیں۔) کے ظاہر کرنے سے عاجز ہے۔ ناممکن ناممکن۔ میں حیران ہوں۔ کہ نصاریٰ کس برتے پر ایک کھاتے پیتے۔ عورت زادہ ناتوان اور عاجز بشر جس سے کہ تمام لوازمات انسانیہ اور حاجات بشریہ وابستہ تھیں۔ کو خدائے ذوالجلال قوی اور قادر و توانا خدا کے برابر ٹھیراتے ہیں۔ جیسا کہ اس میں محولہ بالا صفات الوہیت کا فقدان روز روشن کی طرح اظہر ہے۔ بایں صورت تو دنیا میں اندھیر مچ جائے۔ اور خدا اور انسان میں ما بہ الامتیاز ہی اڑ جائے۔ پس پادری صاحب تو جناب مسیح کو خدا سے برابر ٹھہرانے کی ناکام کوشش میں تھے۔ لیکن جب تحقیق کی گئی تو جناب مسیح ایک انسان ہاں فقط ایک کمزور اور ناتوان انسان نظر آئے ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون ..... نکلا

آمدم برسر مطلب

صحبت امروزہ میں میں متذکرۃ الصدر مختصر گذارش کے بعد الوہیت مسیح کی دوسری دلیل کے باقی حصہ کی لغویت کو ظاہر کرتے ہوئے پادری صاحب کی عقل سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ خدارا کچھ تو ان کی مدد کرے۔ وگرنہ پھر ہمیں مجبوراً ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست ہی کہنا پڑے گا۔ الغرض پادری صاحب اپنی عقل کو جواب دیکر (یا عقل نے پادری صاحب کو جواب دے دیا ہے۔ کوئی بات تو ہے ہی) یوں گویا ہوتے ہیں "کہ بلحاظ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختیار باپ اور بیٹا ایک ہی ہیں۔ کیونکہ بیٹا کہتا ہے کہ (مجھے کل اختیار دیا گیا) یا کل چیزیں میرے باپ سے میرے حوالہ کی گئیں۔ الوہیت مسیح ص۵۔

الجواب۔ اس کا تفصیلی جواب تو میں اسی اخبار فاروق کی جلد ۲۰ نمبر ۳۴ و ۳۵ میں بوضاحت دے چکا ہوں۔ اس لئے یہاں چنداں تکرار کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن تاہم پادری صاحب کی تحدی کا لحاظ کرتے ہوئے۔ مزید عرض کئے دیتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح کو انکا اختیار و اقتدار بوجوہ ذیل خدا نہیں بنا سکتا۔

اوّل۔ حضرت موسےٰ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ "وہ کلام اور کام میں صاحب اقتدار تھا۔ (اعمال ۷/۲۲) چنانچہ بعینہٖ یہی لفظ حضرت مسیح کے لئے آتے ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ "مسیح کلام اور کام میں صاحب اقتدار ہے" (لوقا ۲۴/۱۹) پس تخصیص اڑ گئی اور ثابت ہو گیا۔ کہ جس طرح کہ حضرت موسےٰ ہر کام میں با اختیار تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی اپنے ہر کام میں صاحب اقتدار و اختیار تھے۔ پس جب کہ حضرت موسےٰ صاحب اقتدار و اختیار ہونے سے درجہ الوہیت کو نہ پہونچے تو کیونکر ممکن ہے کہ جناب مسیح اسی صفت سے متصف ہو کر الوہیت کا مجسمہ بن جائیں۔ جب کہ آپ بالفاظ واضحہ اپنے عدم اختیار پر ان الفاظ میں کہ "میں آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ (یوحنا ۵/۳۰) مہر بھی ثبت کر جائیں۔

(۲) جھوٹے نبیوں کے معجزات کے متعلق لکھا ہے کہ "جھوٹے نبیوں سے خبردار۔۔۔۔ کہ وہ بڑے بڑے معجزے دکھلائیں گے۔ اور قریب ہے کہ وہ صادقوں کو بھی گمراہ کریں۔ (متی) پھر مخالف مسیح کے متعلق لکھا ہے "اور (مخالف مسیح) کی اور شیطان کی تاثیر کے موافق ہر طرح کی جھوٹی قدرت نشانوں اور عجیب کاموں۔۔۔۔ کے ساتھ ہوگی۔ (تھسلنیکیوں ۲/۹) اور پھر اسی طرح جادوگروں کے عظیم الشان معجزات کے متعلق ملاحظہ ہوں مقامات ذیل۔

پس جب کہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جھوٹے نبی اور جادوگر بھی عظیم الشان معجزات دکھلا سکتے ہیں تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جھوٹے نبیوں اور جادوگروں کا صدور معجزات میں اختیار و اقتدار ذاتی ہوگا۔ نہ کہ خدا سے حاصل کردہ کیونکہ وہ جھوٹے نبی ہیں۔ جن کا کہ خدا سے بکلی قطع تعلق ہے۔ سو بایں صورت جھوٹے نبیوں اور جادوگروں کو بھی خدا تسلیم کرنا پڑے گا۔

(۳) ابلیس کے متعلق لکھا ہے کہ اسے موت پر قدرت حاصل ہے (عبرانیوں ۲/۱۴) اوپر شیطان کی قدرت ملاحظہ ہو۔ (تسلنیکیوں ۲/۹) (لیکن اس کے مقابلہ میں اناجیل سے ثابت ہے کہ خداوند مسیح موت کے تابع تھے) (یوحنا ۵/۵۹ و رومیوں ۶/۱ و عبرانیوں ۲/۹-۱۴) پس کیا شیطان کو بھی اس کی قدرت اور اختیار و اقتدار کی وجہ سے (نعوذ باللہ) ..... تسلیم کروگے۔

چہارم۔ اناجیل کے واضح بیانات سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ حواری بھی صاحب اختیار و اقتدار تھے۔ چنانچہ لکھا ہے (ا) جنہوں نے مسیح کو قبول کیا۔ اس نے انہیں اقتدار بخشا۔ یوحنا ۱/۱۲) (ب) میں نے تمہیں دشمن کی ساری قدرت پر اختیار دیا ہے (لوقا ۱۰/۱۹) (ج) مسیح پطرس کو (ہاں اُس پطرس کو جس نے کہ مسیح پر تین بار لعنت کی اور دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ "میں تو مسیح کو جانتا ہی نہیں") کہتا ہے کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور دوزخ کا اختیار اس پر نہ چلے گا۔ اور میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دوں گا۔ اور جو کچھ تو زمین سے بند کرے گا۔ آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا۔ آسمان پر بھی کھولا جائے گا۔ (پطرس نے مسیح کو زمین پر تین بار ملعون کہا۔ تو کیا بمطابق آیت ہذا۔ العیاذ باللہ آسمان پر بھی آپ ملعونوں میں گنے گئے ناقل) (متی ۱۶/۱۷-۱۹) (د) حضرت مسیح حواریوں کو کہتے ہیں۔ کہ جن کے گناہ تم بخشو گے۔ ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور جنہیں تم نہ بخشو نہ بخشے جائیں گے۔ (یوحنا ۲۰/۲۳) (ہ) پھر اس نے بارہ شاگردوں کو پاس بلا کر انہیں ناپاک روحوں پر اختیار بخشا کہ وے ان کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور ہر طرح کی کمزوری کو دور کریں۔ (متی ۱۰/۱) (س) تم مُردوں کو جلانا۔ بیماروں کو اچھا کرنا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا۔ بدروحوں کو نکالنا (متی ۱۰/۷-۸ و مرقس ۳/۱۳-۱۴ و ۶/۷) (ل) پھر اس نے بارہ کو بلا کر انہیں سب بدروحوں پر اور بیماریوں کو دور کرنے کے لئے قدرت اور اختیار بخشا..... اور انہیں بیماروں کو اچھا کرنے کے لئے بھیجا۔ (لوقا ۹/۱) (م) میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھیگا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلیگا۔ اور اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جو کہ وہ مانگتے ہیں۔ اتفاق کریں۔ تو میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ان کے لئے ہو جائے گی۔ (متی ۱۸/۱۸-۲۰) (و) تمہیں بدروحوں وغیرہ کو نکالنے کا اختیار ہے (مرقس ۳/۱۳-۱۴) (ی) قصہ مختصر حضرت مسیح نے تو آپ پر ایمان لانے والوں کے متعلق یہاں تک کہہ دیا۔ "جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ کام جو میں کرتا ہوں۔ وہ بھی کرے گا۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر (یوحنا ۱۴/۱۲) گویا کہ صاف ظاہر ہے کہ مسیح پر ایمان لانے والا اس جتنا تو کیا بلکہ ان سے بڑھ کر بھی اپنے معجزات میں صاحب اختیار و اقتدار ہو سکتا ہے۔

پس محولہ متعدد آیات سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہے۔ کہ مسیح کے علاوہ ان کے حواری بھی صاحب اختیار و اقتدار تھے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر (یوحنا ۱۴/۱۲) سو اگر تو حضرت مسیح کا اقتدار و اختیار انہیں خدا بنا سکتا ہے تو متذکرۃ الصدر متعدد اشخاص کے خدا ماننے میں کیا شکوہ ہاں اگر یہاں یہ اعتراض کیا جائے۔ کہ حواریوں کا اختیار ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کے توسط سے تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے وہ بوجہ صاحب احتیاج ہونے کے خدائی کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ تو اس کا یہی جواب سنیئے کہ اگر حاصل کردہ اختیار کا حامل خدائی کے لائق نہیں۔ تو پادری صاحب بایں صورت تو جناب یسوع کی خدائی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے گا۔ کیونکہ اناجیل سے ثابت ہے۔ کہ جس طرح کہ حواری اقنوم ثانی یعنی خداوند مسیح کے توسط سے صاحب اختیار ہوئے۔ اسی طرح جناب یسوع کا اختیار بھی غیر ذاتی یعنی اقنوم اول کے وسیلے سے تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "مجھے اختیار دیا گیا" "یا کل چیزیں میرے باپ سے مجھے سونپی گئیں۔ گویا کہ آپ حصول اختیار کے محتاج ہوئے (جیسا کہ "دیا گیا" یا "سونپی گئیں" کے الفاظ سے ظاہر ہے) اور جو محتاج ہے وہ خدا کیونکر۔ چنانچہ وہ خود بھی کہتے ہیں۔ کہ میں عدم وسیلہ باپ آپ سے کچھ نہیں کر سکتا (یوحنا ۵:۳۰) پس نتیجۃً اگر حواریوں کا خداوند مسیح سے حاصل کردہ اختیار انہیں خدا نہیں بنا سکتا۔ تو جناب مسیح خداوند باپ سے اختیار حاصل کر کے کیونکر اس درجہ کو حاصل کرینگے

پس پادری صاحب کا حضرت مسیح کے اس فقرہ سے کہ مجھے باپ کی جانب سے سب کچھ سونپا گیا۔ یا (تمام اختیار دیا گیا) (متی ۱۱/۲۷) ان کی الوہیت کا استنباط سراسر باطل اور پرلے درجہ کی جہالت کا بدیہی مظاہرہ ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس فقرہ سے جناب یسوع کیونکر خدا ٹھیر سکتے ہیں۔ جب کہ صاف ظاہر ہے کہ تمام چیزیں بجانب خدائے باپ مسیح کو سونپی گئیں۔ کیونکہ سونپی ہوئی چیز کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے کہ یہ کمال حاصل کردہ ہے اور حاصل کردہ کمال کو اس کا ذاتی یا اصلی کہنا بعید از عقل و فہم ہے۔ پس جبکہ حضرت مسیح کا کمال خدائی بخشش یعنی غیر ذاتی ہوا تو لا محالہ آپ محتاج ہوئے کسی ذات کے جس سے کہ آپ کا کمال حاصل کردہ ہے۔ پس جو محتاج ہے اسے کوئی غیر ذی عقل ہی ہو تو ہو جو کہ خدا کہے۔ وگرنہ بخلاف اس کے ایک ذی شعور انسان کی عقل سلیم ہرگز ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیگی۔ مزید برآں پادری صاحب بھلا یہ تو بتائیں۔ کہ جناب یسوع کو تو خدائے باپ نے سب کچھ سونپ دیا تھا۔ کیا خدائے باپ کو بھی تمام چیزیں کسی نے سونپی تھیں۔ یعنی کیا باپ کا اختیار و اقتدار غیر ذاتی غیر اصلی تھا۔ اگر کہو نہیں تو پھر حضرت مسیح کے حاصل کردہ کمال سے آپ کیونکر خدائے باپ کے ہمعصر اور برابر ٹھیرے۔

کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

مزید برآں اب ایک اور پہلو سے اس پر بحث کی جاتی۔ چنانچہ حضرت مسیح کے ان فقروں میں کہ (ا) مجھے زمین و آسمان کا کل اختیار دیا گیا۔ (ب) یا کل چیزیں بجانب باپ مجھے سونپی گئیں ہیں لفظ کل بروئے محاورہ کتب مقدسہ عموم محیط کے معنی نہیں دیتا۔ یعنی یہ لفظ کل ان فقرات میں اپنے محدود معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ مجھے کل اختیار دیا گیا" اس امر کا مستلزم نہیں کہ یہاں لفظ کل محیط کے معنے ہی رکھتا ہو۔ چنانچہ اس کے متعلق بائیبل کی کثیر التعداد مثالیں ہماری تائید میں ہیں۔ جن میں کہ لفظ کل اپنے محدود معنوں میں استعمال ہوا۔ چنانچہ گنتی ۳۱/۲ میں لکھا ہے۔ کہ بنی اسرائیل نے مدیانیوں سے لڑائی کر کے ان کے کل مردوں کو قتل کیا۔ اور علےٰ ہذا القیاس عورتوں کو بھی (گنتی ۳۱/۱۸) لیکن برخلاف اس کے قاضیوں ۶/۲ میں لکھا ہے "کہ تمام بنی اسرائیل کو سات برس تک خدا نے مدیانیوں کے قبضے میں کر دیا" پس یا تو ان دونوں آیتوں میں اختلاف تسلیم کرو۔ یا پھر اس جگہ لفظ "کل" کو محدود مانو کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ تخمیناً ۲۰۰ برس کے عرصہ میں اتنے مدیانی ہو جائیں کہ کل بنی اسرائیل قوم کو ہی مغلوب کر لیں۔ جب کہ تمام مدیانیوں اور ان کی عورتوں کو (سوائے چند کے) موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہو۔ علی ہذا القیاس (خروج ۱۴/۶) میں لکھا ہے "کہ مصریوں کے کل مویشی مر گئے" لیکن اسی باب کی آیت ۷ میں لکھا ہے "کہ فرعون کے خادموں نے بہت سے مویشی بھگا دیئے جو کہ بچ رہے۔ پس جبکہ سب مویشی فنا ہو گئے تھے۔ تو فرعون کے نوکروں کے مویشی کہاں سے آ گئے۔ سو ان دونوں متخالف آیتوں کے تعارض کے حل کے لئے یہاں لفظ کل کو محدود تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ یہی دو مثالیں پادری ٹھاکر داس صاحب اپنی کتاب اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۷۲ و ۱۸۲ میں پیش کر کے نتیجۃً ثابت کرتے ہیں کہ بروئے محاورہ بائیبل بعض دفعہ لفظ کل محدود معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ملاحظہ ہوں آیات ذیل جن میں کہ لفظ کل اپنے محدود معنوں میں مستعمل ہوا۔ (۱) حضرت مسیح کے متعلق آتا ہے "کہ ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا۔ اور دنیا کی کل بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت اسے دکھلائی (متی ۴/۸) یہاں بھی لفظ کل اپنے محدود معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ ورنہ کوئی زمین میز کی طرح چوڑی تو ہے ہی نہیں۔ جو کہ کسی اونچے پہاڑ پر چڑھنے سے دکھائی دے سکتی ہو (۲) لکھا ہے "ان دنوں میں ایسا ہوا۔ کہ قیصر اوگستس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے نام لکھیں جائیں۔ (لوقا ۲/۱) یہاں بھی ایک محدود قطعہ زمین کو ساری دنیا کہا گیا۔ (۳) جتنے مجھ سے پہلے ہوئے سب چور اور بٹمار ہیں (یوحنا ۱۰/۸) لیکن برخلاف اس کے اعمال باب ۳ میں آتا ہے۔ کہ خدا کے تمام نبی پاک ہیں۔ پس ثابت ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کے بزرگ نبی دیگر نیک اشخاص "جتنے مجھ سے پہلے ہوئے" کے فقرے سے مستثنےٰ ہیں۔ (۴) اس کے بعد تمام ملک میں اندھیرا چھا گیا (متی ۲۷/۴۵) لیکن حاشیے میں لکھا ہے کہ "تمام زمین پر"... الخ پس معلوم ہوا۔ کہ کل زمین سے مراد کوئی خاص ملک ہے (۵) لوقا ۱۹/۱۰ میں حضرت مسیح حواریوں کو کہتے ہیں۔ کہ "تم دشمن کی ساری قدرت پر غالب آؤ گے" لیکن پھر بھی بعض حواری دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ (لوقا ۲۱/۱۶) (۶) پیدائش ۶/۱۳ و ۷/۲۱ میں نوحؑ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کشتی (جو کہ تین سو ہاتھ لمبی۔ پچاس ہاتھ چوڑی اور دس ہاتھ اونچی تھی۔ پیدائش) کے متعلق خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس میں تیرا تمام کنبہ ہر ایک قسم کے جانوروں کی ایک جنس اور ہر طرح کی خوراک جو کہ کھانے کے کام آتی ہے رکھی جاوے۔ پس کیا نوح کی کشتی میں اس کا تمام کنبہ اور ہر قسم کے جانوروں کی ایک جنس اور ہر طرح کی خوراک سما سکتی ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو لا محالہ یہاں لفظ تمام۔ "ہر ایک قسم"۔ ہر طرح" میں استثناء تسلیم کرنا پڑے گا۔ (۷) خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میں زمین پر طوفان لاؤں گا تاکہ ہر ایک کو جس میں کہ زندگی ہے۔ آسمان کے نیچے سے مٹا ڈالوں۔ (پیدائش ۶/۱۹) اس آیت میں بھی لفظ ہر ایک محدود معنوں میں مستعمل ہوا۔ علاوہ ازیں ملاحظہ ہوں آیات ذیل یوحنا ۲/۲ ۔ لوقا ۱۷/۱ ۔ یوحنا ۲۱/۱۷ وغیرہ وغیرہ۔

متذکرۃ الصدر واضح مثالوں سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ بائبل کے محاورہ میں لفظ کل اپنے محدود معنوں میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کے متذکرۃ الصدر فقرہ (مجھے کل اختیار دیا گیا) میں بھی لفظ "کل" اپنے محدود معنوں میں ہی استعمال میں لایا گیا پس اب اس فقرہ سے کہ مجھے کل اختیار دیا گیا۔ صرف یہی مراد ہوئی کہ حضرت مسیح کے صرف وہ چیزیں زیر اختیار ہیں۔ جو کہ ان کے متعلق اور ان کے دائرہ عمل سے باہر نہیں ہیں۔ یعنی جن پر کہ وہ حاوی ہو سکتے ہیں۔ ولیکن دیگر اشیاء لفظ کل سے مستثنےٰ ہیں۔

چنانچہ میرے اس نتیجہ کی تائید کتاب مقدس سے بوجہ اتم ہوتی ہے۔ جیسا کہ زبور ۸/۸ جس کو کہ پولوس رسول عبرانیوں ۲/۹ میں حضرت مسیح پر چسپاں کرتا ہے میں لکھتا ہے "کہ تو نے اپنے ہاتھ کے کاموں پر (مسیح کو) اختیار دیا۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کو صرف انہی کاموں کا اختیار دیا گیا۔ جو کہ ان کے دائرہ عمل میں داخل ہیں۔ نہ کہ بغیر استثناء کے کل اختیار۔

مزید برآں حضرت مسیح تو فیصلہ کر گئے کہ ان کا اختیار و اقتدار محدود ہے جیسا کہ فرماتے ہیں "اے باپ تو نے بیٹے کو ہر بشر پر اختیار دیا ہے۔ تاکہ جنہیں تو نے اسے بخشا۔ ان کو ہمیشہ کی زندگی دے۔ اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔ کہ وہ تجھ کو واحد اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا ۱/۳۱۷) اب ان آیات پر غور کرو۔ کہ ایک طرف تو حضرت مسیح کہتے ہیں۔ کہ مجھے ہر فرد بشر پر اختیار دیا گیا۔ لیکن دوسری طرف آپ اس اختیار کو صرف حواریوں تک ہی محدود کرتے ہیں۔ جو کہ بدیہی ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کل اختیار دیا گیا۔ یا کل چیزیں مجھے سونپی گئیں میں لفظ کل محدود ہے نہ کہ محیط علی کل شی۔ لیکن اگر ہماری یہ بیان کردہ صورت تسلیم نہ کی جائے۔ تو اناجیل میں شدید اختلاف ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ایک طرف تو حضرت مسیح کہتے ہیں کہ مجھے زمین و آسمان کا کل اختیار دیا گیا۔ لیکن دوسری طرف (۱) آپ کا عجز و انکسار زبدی کے بیٹوں کے واقعہ سے اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "زبدی کے بیٹوں کی ماں نے کہا "کہ یہ میرے دو بیٹے ہیں۔ تیری بادشاہت میں ایک تیری دہنی اور ایک تیری بائیں طرف بیٹھے۔۔۔۔ یسوع نے کہا کہ کسی کو دائیں بائیں بٹھلانا میرے اختیار میں نہیں۔ کہ کسی کو دوں۔ (متی ۲۰/۲۱ تا ۲۳) پس جناب مسیح کے آسمانی اختیار کی تو قلعی کھل گئی (۲) اب ملاحظہ ہو زمینی اختیار۔ لکھا ہے "یسوع نے اس سے کہا۔ کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں۔ اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے۔ لیکن ابن آدم کے لئے سر دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ (متی ۸/۲۰) پس جناب مسیح کا زمینی اختیار بھی ثابت نہ ہوا۔ (۳) وہ شخص جسے کہ بقول نصاریٰ زمین و آسمان کا کل اختیار حاصل ہے کی حالت زار بالفاظ پولوس رسول ملاحظہ ہو "ہاں وہ کمزوری کے سبب سے صلیب دیا گیا۔ لیکن خدا کی قدرت سے زندہ ہے۔ (۲ کرنتھیوں ۱۳/۴) گویا کہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح کمزور اور ناتواں تھے۔ اور پھر وہ خود بخود زندہ بھی نہیں رہ سکتے۔ بلکہ اس کے لئے بھی وہ خدائے باپ کے محتاج نظر آتے ہیں۔ پس حضرت مسیح کا تو اتنا بھی اختیار نہ ہوا کہ وہ آپ میں زندگی کا ایک سانس بھی رکھ سکیں چہ جائیکہ انہیں تمام زمین و آسمان کا کلی اختیار ہو۔ (۴) حضرت مسیح جن کو کہ صاحب اختیار گردانا جاتا ہے بموقع صلیب کہتے ہیں۔ "اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے (مرقس ۱۴/۳۶) کیا یہی ہے تمام زمین و آسمان کا مختار جس پر کہ پادری صاحب اترائے ہیں۔ (۵) پولوس رسول تو خود فیصلہ کر جاتا ہے کہ حضرت مسیح کے اختیار میں تمام چیزیں نہیں ہیں چنانچہ لکھا ہے "پر اب تک ہم نہیں دیکھتے کہ سب چیزیں مسیح کے تابع کی گئی ہوں" (عبرانیوں ۲/۸) پس صاحب قصہ پاک ہوا کہ اب تو خود افضل الرسل پولوس مقدس کی گواہی موجود ہے کہ مسیح کے تمام کچھ ابھی تک تابع نہیں ہوا۔ پس اگر تو تمام چیزیں حضرت مسیح کے اختیار میں نہیں تو پادری صاحب پر لازم ہے کہ وہ ان آیات کا جواب دیں۔ جن میں کہ بالصراحت مندرج کہ حضرت مسیح کے کئی چیزیں تابع میں نہیں ہیں۔ ورنہ تسلیم کر لیں حضرت مسیح کے ان فقرات میں کہ مجھے کل اختیار دیا گیا میں لفظ کل محدود ہے۔ اب میں بالآخر حضرت مسیح کا اقبال پیش کرتا ہوں۔ کہ انکو کوئی اور کسی قسم کا اختیار و اقتدار نہ تھا۔ بلکہ وہ جو کچھ بھی کرتے تھے خدا تعالیٰ سے دعا اور اسی کے اقتدار کے ماتحت ہوتا تھا۔ چنانچہ لعزر کے قصہ کے دوران میں لکھا ہے کہ مرتھا نے یسوع کو کہا کہ "لیکن میں جانتی ہوں کہ اب بھی جو کچھ تو خدا سے مانگے تو وہ تجھے دیگا۔۔۔ چنانچہ یسوع نے دل سے آہ ماری اور ماتم کیا اور کہا کہ تم نے لعزر کو کہاں رکھا۔ ۔۔۔ تب انہوں نے پتھر کو وہاں سے جہاں وہ مردہ گڑا تھا اٹھایا پھر یسوع نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور کہا اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں۔ کہ تو نے میری سنی ہے اور میں جانتا کہ تو میری ہمیشہ سنتا ہے۔۔۔ تب وہ جو مر گیا تھا۔ قبر سے نکل آیا (یوحنا ۱۱/۲۲-۳۴-۴۱-۴۲) پس اگر حضرت مسیح خود صاحب اقتدار ہوتے تو آپ کے معجزات کا بھی اختیاری اور اقتداری ہونا لازمی تھا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح جو کچھ بھی کرتے خدا تعالیٰ سے دعا اور اسکے اقتدار کے ماتحت کرتے تھے پس ان دلائل متظاہرہ اور براہین بینہ کے ہوتے ہوئے بھی حضرت مسیح کو صاحب اختیار و اقتدار قرار دینا حق سے دشمنی اور عدل و انصاف کا خون کرنا ہوگا۔

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور

اہل پیغام

جب کبھی اہل پیغام کی دکان چلنے سے بند ہو جاتی ہے۔ اور کساد بازاری کے سبب "حضرت امیر ایدہ اللہ" مولوی محمد علی صاحب کے منافع میں کمی آنے لگتی ہے۔ تو حضرت "امیر قوم" مع قوم "قادیانی نبوت کے قصر میں تزلزل" پیدا کرنے کی کوشش اور "قادیانی غلو" کو دنیا پر واضح کرنے کے بلند بانگ دعاوی کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مگر ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل سے منہ کی کھاتے ہیں۔ اور پھر جب "قادیانیوں کا غلو اور بے جا محبت" (پیغام صلح ۳ر اکتوبر ۱۹۳۶ء خطبہ مولوی محمد علی صاحب) کا رنگ خود اہل پیغام اور باقی دنیا پر چڑھنے لگتا ہے۔ یا اہل پیغام کو یہ امید ہو جاتی ہے۔ کہ اب دنیا کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ ہم احمدی نہیں تو اہل پیغام اپنا محاذ بدل دیتے ہیں۔ اور اپنا رویہ تبدیل یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی متبع نہیں۔ بلکہ ان کے مخالف ہیں کر لیتے ہیں۔

ناظرین فاروق کو یہ اچھی طرح یاد ہو گا۔ کہ گذشتہ سال ماہ مارچ و اپریل میں جب جماعت احمدیہ کی احرار کی طرف سے مخالفت زوروں پر تھی اور ان کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو ضبط کرانے کی ناکام کوشش کی جا رہی تھی۔ اور محبان مسیح موعود علیہ السلام (مبایعین) ہر طرف سے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بن رہے تھے۔ تو اہل پیغام نے بھی سر نکالا تھا۔ اور "اکابرین قادیان کے نام اپیل" شائع کر کے اور ان سے "ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی اپیل کا مخلصانہ جواب" پا کر جب اپنا مافی الضمیر "قادیانی دجل کا انکشاف" کے رنگ میں ظاہر کر کے جماعت احمدیہ سے منہ کی کھائی تھی۔ اور نہ صرف مخلصین نے بلکہ غیر احمدی معزز طبقہ اور احرار نے جن کی حمایت میں یہ کام کیا گیا تھا۔ اہل پیغام کا ناطقہ بند کر دیا تھا۔ تو اہل پیغام کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملتی تھی۔ اب جبکہ خدا کے فضل سے "دشمنوں کے پاؤں سے زمین نکل چکی ہے" اور وہی احرار ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ اور ان کو اپنی آبنی ہے اور جماعت احمدیہ نسبتاً محفوظ ہو چکی ہے تو اہل پیغام کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ کہ ہم کیا چاہتے تھے اور ہو کیا۔ اہل پیغام نے از سر نو فتنہ کھڑا کرنا چاہا۔ اور اس کے لئے گذشتہ چند ماہ سے پیغام "صلح" "پیغام جنگ" میں تبدیل ہو کر اس کا ہر ورق "قادیانیوں" سے الجھنے میں مصروف ہو گیا ہے۔ اور تو اور خود "حضرت امیر قوم" بھی جوش غیظ و غضب میں کتبہ مزار مبارک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آڑ لیکر میدان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں حتےٰ کہ خطبے بھی اب اسی میں صرف ہونے لگ گئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ چال بھی کامیاب ثابت نہ ہوئی اور نہ ہو گی۔

مولوی محمد علی صاحب اپنے خطبہ میں پہلے تو غیظ و غضب میں وارفتہ ہو کر فرما چکے۔ کہ اب کتبہ تبدیل کر کے اس پر نبی لکھدیا گیا ہے۔ مگر جب دیرینہ نیاز مند اخویم فخر ملتانی نے ناطقہ بند کیا۔ اور اس کا ثبوت طلب کیا۔ تو یہ کہکر چھٹکارا حاصل کیا گیا۔ کہ یہ خطبہ نویس کی غلطی تھی۔ اگر احقاق حق کی خاطر یہ سب کچھ کیا جاتا۔ تو بات ختم ہو چکی تھی۔ مگر یہاں تو "وہ عورت کی چال" ہے۔ اس لئے مولانا دوسرے خطبہ میں پھر "قادیانیوں" پر برس پڑے۔ اور اب یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ وہ کتبہ جو پہلے تھا۔ کیوں تبدیل کیا گیا اور اسی پر سیخ پا ہو رہے ہیں۔ اگرچہ اس کے کافی اور شافی جوابات شائع ہو چکے ہیں۔ مگر میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ اول تو آپ یہ بتائیں۔ کہ آپ کو بہشتی مقبرہ سے کیا تعلق ہے۔ کہ آپ اس امر پر خاص زور دے رہے ہیں۔ بہشتی مقبرہ کے متعلق آپ گذشتہ سال جو بیان فرما چکے ہیں۔ وہ اس امر کا بین ثبوت ہے۔ کہ آپ نے بہشتی مقبرہ کو ایک عام قبرستان قرار دیا ہے۔ جب آپ کے دل میں مقبرہ بہشتی کی یہ عزت ہے۔ تو آپ کا بار بار اس کے متعلق ذکر چہ معنی دارد۔

(۲) بہشتی مقبرہ کی منتظم "مجلس کارپرداز مصالح قبرستان" ہے۔ اس کو کلی اختیار ہے۔ کہ جو چاہے کسی مزار پر کتبہ لگائے کسی دوسرے کا اختیار نہیں کہ وہ اس پر نکتہ چینی کرے۔ تو آپ کون ہوتے ہیں جو خواہ مخواہ ..... میں تیرا مہمان کے ماتحت زبان طعن دراز کر رہے ہیں۔

(۳) اس وقت جبکہ مزار حضرت اقدس تیار ہوئی اس وقت یہ کتبہ کس نے لگایا۔ آیا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا۔ یا جماعت احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے اہل الرائے اصحاب کی کسی مجلس نے بہ متفقہ فیصلہ کیا۔ یا صدر انجمن احمدیہ نے اپنے کسی ریزولیوشن کی بنا پر یہ الفاظ تجویز کئے۔ اگر آپ کے پاس وہ ریزولیوشن ہو۔ تو اس ریزولیوشن کی نقل شائع فرمائیں۔ تا معلوم ہو سکے کہ آپ کا یہ بے معنی شور کس حقیقت پر مبنی ہے۔

پس اگر پہلا کتبہ نہ تو صدر انجمن احمدیہ کا تجویز کردہ تھا۔ اور نہ ہی جماعت احمدیہ کا متفقہ تجویز کردہ تھا۔ اور نہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول کا تحریر فرمودہ تھا۔ تو اسے اگر مجلس کارپرداز مصالح قبرستان نے تبدیل کر کے بالفاظ آپ کے (خطبہ نویس کے) "نبی اللہ کے الفاظ" لکھ دیئے تو اس میں کونسا ظلم ہو گیا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ چونکہ جماعت احمدیہ اور آپ کا ابھی تنازعہ جاری ہے۔ اور مقدمہ زیر بحث ہے۔ لہذا جماعت احمدیہ کو کوئی حق نہ تھا کہ پہلا کتبہ تبدیل کیا جاتا۔ (۳ر اکتوبر) بالکل غلط ہے کیونکہ اول تو آپ کو قادیان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ آپ "قادیانی" نہیں۔ دوم یہ کہ اس مقدمہ کا تو خدا کے فضل سے آج سے بہت عرصہ قبل فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں۔ جو آپ کے انکار کرنے سے مابہ النزاع ہو جائے۔ قرآن شریف کی آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے مطابق آپ رسول ہیں (تحفہ گولڑویہ) حدیث شریف آپ کو غیر غیب نبی اللہ کے ماتحت نبی قرار دے چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو (یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر) کے الہام میں نبی قرار دے چکا ہے۔ آپ خود فرما چکے ہیں "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (بدر ۵ر مارچ ۱۹۰۸ء) اور "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء)

پس جب اس قدر تصریحات آپ کی نبوت پر شاہد ہیں۔ تو کیا آپ کے انکار کر دینے سے آپ کی نبوت میں فرق آسکتا ہے۔ لہذا جو مقدمہ پہلے ہی انفصال پا چکا ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ یقیناً حق پوشی ہے۔ پس اگر قرآن شریف میں احادیث میں۔ آپ کی وحی میں۔ آپ کی شائع شدہ تحریرات میں آپ کو نبی کہا گیا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ آپ کی مزار پر "نبی اللہ" کے الفاظ لکھ بھی دے۔ تو یہ اظہار حقیقت ہے "نہ بیجا محبت"

آئندہ کتبہ

جناب "امیر قوم" یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ پہلے کتبہ کو تبدیل کرنے کے لئے "یہ عذر" "بے جا محبت" کی وجہ سے بنایا گیا۔ کہ اس کی سیاہی بارشوں کی وجہ سے پھیکی ہو چکی تھی۔ اب نئے کتبہ پر "مجدد صدی چہار دہم" کی بجائے مسیح موعود لکھ دیا گیا ہے۔ (مولانا مجدد صدی چہار دہم ہونے سے آپ کی نبوت کی نفی کیونکر ہوئی۔ اور اگر نبوت کے بزعم شما عدم ذکر سے نبوت کی نفی ہو گئی۔ تو محدثیت سے تو یقیناً پہلے ہو گئی۔ کیونکہ اس کا بھی ذکر نہیں۔ محمد شریف)

اب سنا ہے" کہ اس کتبہ کی سیاہی بھی پھیکی ہو چکی ہے۔ اب نئے کتبے پر "جری اللہ فی حلل الانبیاء" لکھا جائے گا۔ جب چند سالوں کے بعد یہ سیاہی بھی پھیکی پڑ جائے گی۔ تو پھر "نبی اللہ" لکھ دیا جائے گا۔ اور جب یہ سیاہی بھی پھیکی پڑ جائے گی۔ تو پھر آپ کو خدا بنا دیا جائے گا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون ط) ہم کہتے ہیں کہ جب جری اللہ فی حلل الانبیاء لکھو تو اس کے نیچے حضرت اقدسؑ نے جو اس کی تشریح "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا افتراء ہے کی ہے۔ وہ بھی ساتھ ہی لکھ دو" (پیغام ۳ر اکتوبر ۱۹۳۶ء)

ناظرین فاروق نے "امیر قوم" کی دارفتگی تو ملاحظہ فرمالی کہ جوش غیظ و غضب میں حضرت اقدسؑ کو خدا بھی بنائے جانے کے خواہشمند نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہو گا۔ کیونکہ الوصیت میں حضورؑ نے تحریر فرما دیا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہو گا۔ مگر اس بودی تحریر کو دیکھیں۔ اور داد دیں۔ "امیر قوم" کا مقصد یہ ہے۔ کہ پہلی تحریر تبدیل نہ ہونی چاہیئے تھی۔ کیوں جناب مولوی صاحب آپ جیسا استدلال میں بھی کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ اپنی تقریر کی تغلیط اسی میں ملاحظہ فرمالیں گے۔ یعنی جب کتبہ محو ہو جاتا۔ تو مطلب یہ ہو جاتا۔ کہ آپ اب مجدد نہیں رہے۔ مزار پر مٹی نہ ڈالی جاتی۔ جب مزار زمین کے ساتھ ہموار ہو جاتی۔ تو پھر آپ کہتے۔ کہ یہاں کسی شخص کی مزار نہیں۔ اور پھر آپ یہ کہہ دیتے۔ کہ کوئی شخص میرزا غلام احمدؑ قادیانی گزرا ہی نہیں۔ ورنہ قبر بتاؤ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

حضرت "امیر قوم" کا یہ فرمانا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تشریح "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" لکھ دیں۔ ایک ایسا مکروہ کام ہے۔ جو کوئی شریف آدمی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضرت اقدسؑ نے کسی جگہ اس الہام کا نہ تو یہ ترجمہ کیا ہے۔ اور نہ ہی اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ وہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں موجود ہے۔ اور جو ترجمہ اس میں بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے۔

"خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں"

پس مولانا اگر آپ جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ترجمہ لکھوانا چاہتے ہیں۔ تو انشاء اللہ حضرت اقدسؑ کا ترجمہ لکھ دیا جائے گا۔ امید ہے کہ آپ اس کے متعلق بھی کسی خطبہ جمعہ میں تصریح فرمائیں گے۔

آئندہ کتبہ کے کیا الفاظ ہوں گے۔ وہ انشاء اللہ وہی ہونگے۔ جن الفاظ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے یاد فرمایا ہے۔ اور جن کا خاکہ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب الفضل میں بیان فرما چکے ہیں۔ جن کو آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے دیکھا نہیں۔ بلکہ "سن چکے ہیں" فکر نہ کریں۔ علاوہ مجدد۔ محدث اور نبی اللہ۔ جری اللہ فی حلل الانبیاء کرشن علیہ السلام بھی درج ہوگا۔ پس آپ گھبرائیں نہیں۔

غیر احمدیوں کے جنازے

مولوی صاحب موصوف اس امر پر بھی بہت سیخ پا ہو رہے ہیں۔ کہ کیوں غیر احمدیوں کے جنازے نہیں پڑھے جاتے۔ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کے "چار فتوے" غیر احمدیوں کے جنازہ پڑھنے کے متعلق موجود ہیں۔

مکرم مولوی صاحب! اگر آپ کو ان فتوؤں سے یہی نظر آتا ہے۔ تو آپ پڑھ لیا کریں۔ آپ کو مبارک ہو۔ نہ صرف یہی بلکہ آپ کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ لاہور میں جب کبھی کوئی غیر احمدی فوت ہو۔ تو آپ بمع قوم اس کا جنازہ پڑھا کریں۔ اور ان فتاوٰے پر خوب عمل کریں۔ مگر ہمیں تو ان فتوؤں سے یہ بات نظر نہیں آتی۔ اگر میری بات غلط ہے تو طریق فیصلہ آسان ہے آپ حلفیہ بیان شائع کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنے بے "شر غیر احمدیوں" کے جنازے پڑھے۔ اور ان میں سے آپ کتنے جنازوں میں شامل ہوئے۔ آپ کے اس بیان سے انشاء اللہ العزیز فیصلہ خود بخود ہو جائے گا۔

پیر پرستی

آپ کا یہ الزام کہ جماعت احمدیہ پیر پرست ہے۔ غلط ہے۔ آیندہ آپ نوٹ فرمالیں۔ کہ جماعت احمدیہ پیر پرست نہیں۔ بلکہ خلیفۃ المسیح کے مبائع اور واجب الاطاعت امام کے مطیع ہیں۔ اگر یہ پیر پرستی ہے۔ تو خلفاء راشدین کے مبائع اور مطیع بھی پیر پرست تھے۔ اور یہی وہ پیر پرستی ہے۔ جس پر اہل السنت کو ناز ہے۔ اور اسی پیر پرستی کا انکار ہے۔ کہ ایک گروہ خارجی کہلاتا ہے۔ اور مولٰنا یہی وہ پیر پرستی ہے جس کی آپ اور آپ کی "قوم" بھی ۶۰ سال تک گرویدہ رہ چکی ہے۔ اگر آپ منکر اور باغی ہو چکے ہیں۔ تو اس میں جماعت احمدیہ کا کیا قصور۔

باقی رہا یہ کہ یہ سب پیر پرست عقل و خرد سے خالی ہیں۔ آپ کے عقل و خرد سے خالی ہونے کی دلیل ہے۔ ماشاء اللہ آپ سے سب بڑھ کر ہیں۔ اگر نہیں تو مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔ اور تو اور وہ کم از کم من ینقلب علی عقبیہ کے مصداق نہیں اور جناب کا حسد و عداوت کی آگ میں جلنا۔ لیکن کثرت تعداد کو کوئی اہمیت نہ دینا آپ کا تجاہل عارفانہ ہے۔ کیونکہ

ولیمکنن لھم دینھم کے ماتحت کثرت تعداد اور "نبوت مسیح موعودؑ کا اثبات اور اعتقاد" خلافت حقہ کا ایک ثبوت ہے۔

فتدبروا لا تکن من الغافلین

خاکسار

چودھری محمد شریف مولوی فاضل!!

بابو منظور الٰہی سکرٹری امیر پیغام کا خط

خواجہ غلام رسول کاٹھ پورہ کے نام

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

سچ ہے کہ انسان جب ضد و تعصب میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ تو اس کی عقل ماری جاتی ہے وہ اندھوں کی طرح اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے پھر کچھ بھی بن نہیں پڑتا۔ تو وہ آخر ضلالت کے گہرے کنوئیں میں جا پڑتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے حسرت اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ انسان کو چاہیئے کہ جب کسی سے محبت کرے۔ تو اس قدر اس کی محبت میں محو نہ ہو جائے کہ اس کا محبوب جو کچھ کہدے۔ وہ قبول کر لے۔ اور یہ نہ دیکھے کہ آیا وہ میری بھلائی کے لئے کہہ رہا ہے یا برائی کے لئے۔ بابو جی بھی امیر پیغام کے عشق میں ایسے مبتلا ہو گئے ہیں کہ انکو اس وقت تک پتہ نہیں کہ وہ ان کو کدھر کھینچے لے جا رہا ہے سلسلہ عالیہ اور خاندان نبوت کے ایسے دشمن ہو گئے ہیں جیسے یزیدی اہل بیت کے دشمن تھے۔ بابو منظور الٰہی صاحب نے جو خواجہ غلام رسول کے نام خط لکھا ہے۔ اس کو پڑھ کر میری حیرانی کی کوئی حد نہیں رہی کہ کس طرح مکر و فریب اور دروغ بیانی سے کام لے کر خواجہ زر پرست کو خوش کیا ہے۔

ناظرین کرام میں نے عرصہ سے ان منکرین نبوت پیغامیوں کو مخاطب کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ صداقت کا سننا ان کے لئے موت ہے۔ مولوی محمد یامین صاحب داتوی جو کہ منکران خلافت کے مایہ ناز عالم ہیں ان سے پہنے کئی مطالبات کئے۔ مگر انہوں نے آجتک مجھے کوئی جواب نہیں بھیجا۔ امیر پیغام سے کئی دفعہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطالبات کئے۔ مگر وہ بھی ڈکار لے کر ہضم کر گئے۔ بابو صاحب کو سچ لکھنے سے شاید آنکھیں دکھتی ہونگی۔ ورنہ ایسا سیاہ جھوٹ نہ لکھتے۔ امید ہے کہ آئندہ احتیاط سے لکھا کرینگے۔ اور بجائے چلّو بھر پانی میں ڈوبنے کے غرق ندامت میں غرق ہو جائیں گے۔ چنانچہ بابو صاحب اپنی چٹھی مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۳۶ء میں خواجہ غلام رسول کو اپنی گندہ دہنی کا ثبوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"اس گندے عقیدہ (یعنی نبوت مسیح موعود ؑ) نے اسلام میں ایک آگ لگا رکھی ہے۔ اسی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود ؑ پر گالیاں پڑ رہی ہیں۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب ؓ کے ذریعہ جماعت بڑی ہر دلعزیز ہو گئی تھی۔ اور مسلمان عام طور پر حضرت صاحب کا نام عزت سے لینے لگ پڑے تھے۔ لیکن قادیانی فتنہ نے کئی لوگوں کو ابتلاء میں ڈالدیا۔ اور حضرت صاحب پر گالیوں کی بوچھاڑ شروع کروادی۔" اس کے جواب میں عرض ہے۔ کہ اگر نبوت مسیح موعود کا عقیدہ بقول تمہارے گندہ عقیدہ ہے۔ تو تمہارے مسٹر ایم۔ اے امیر پیغام اپنی سابقہ تحریروں میں حضور علیہ السلام کو کیوں نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم سے اور حدیث اور دیگر مذہب کی الہامی کتب کی پیشگوئیوں سے اس بارے میں بہت سے ثبوت بھی پیش کر چکے ہیں اور آپ کو اس امت کے محدثین سے علیحدہ اور زمرۂ انبیاء کرام علیہم السلام میں تسلیم کر چکے ہیں۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام و حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر گذشتہ انبیاء نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ اسی طرح ریویو آف ریلیجنز میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ۔ نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان۔ پیغمبر آخر زمان۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر مدعی نبوت۔ مدعی رسالت ہیں۔ اب میرا بابو جی سے سوال ہے۔ کہ آپ کے "امیر ایدہ اللہ" نے حضرت مسیح موعود ؑ کے حق میں یہ الفاظ کیوں استعمال کئے ہیں۔

آہ افسوس ان لوگوں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا۔ کہ دیدہ و دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کر کے اپنے پر حسن ظن رکھنے والوں کو غلط طریق پر چلا کر ڈبو دیا۔ یہ سب کچھ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی عداوت کا خطرناک نمونہ ہے۔ پھر اسی چٹھی میں بابو صاحب نے لکھا ہے۔ "کہ تکفیر مسلمین گناہ عظیم ہے۔ قادیانی عام مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ اس لئے ان کو نماز کا امام نہ بنایا جائے۔ اور نہ ہی ان کا جنازہ پڑھا جائے۔"

بابو جی! مولوی محمد علی صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت محدثوں والی نبوت نہیں بلکہ زمرۂ انبیاء والی نبوت ہے۔ اور خود ہی کئی بار لکھ چکے ہیں۔ کہ انبیاء کا انکار کفر ہے۔ اور اس طرح سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام منکرین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ تو بابو صاحب تم ہم پر یہ الزام کس بناء پر لگاتے ہو۔ کہ قادیانی مسیح موعود ؑ کے منکرین کو کافر سمجھنے کی وجہ سے تکفیر اہل قبلہ کے مرتکب ہوئے۔ کیا ۱۳ سو سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین اہل قبلہ نہیں تھے۔ اور بعد میں جب تم لوگ پیغام بلڈنگ میں جا گھسے تو اس وقت سے وہ لوگ اہل قبلہ بن گئے؟

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو حق بات جانتا ہو اور بیان نہ کرتا ہو وہ گونگا شیطان ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے ایسے شخص کو بروز قیامت آگ کی لگام چڑھائی جائے گی۔

پیارے دوستو! خدارا غور کرو۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے کلام میں نبی اللہ کر کے بلایا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث میں اپنی زبان مبارک سے نبی اللہ اور رسول اللہ کر کے پکارا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے۔ اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر ہوئے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو بجز میرے یہ نعمت (یعنے نبوت) عطاء نہیں کی گئی۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ؎

وحی والہام سے ہو کر جو مشرف آیا
کیوں نبوت نہ ملے اس کو مسیحا ہو کر

یوحدؑ کی جو حدیثوں میں بشارت دی تھی
ہو کے پوری رہی محمود سا بیٹا ہو کر

نعمت اللہ ولی نے جو کہا تھا پہلے
وہی موعود بنا پسر مسیحا ہو کر

طالب امن بنو چھوڑ دو فتنہ و فساد
ہاتھ کیا آئے گا بے فائدہ رسوا ہو کر

پھر بابو جی اپنی اسی چٹھی میں لکھتے ہیں "اگر کسی نے قادیان میں وصیت کی ہو تو وہ وصیت کو وہاں سے توڑ دے اور لاہور مرکز میں منتقل کر دے۔"

واہ جی واہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر اچھا عمل کیا۔ حضور ؑ فرماتے ہیں۔

"اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور الرحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبر کی جگہ دے جو تیرے فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔" وغیرہ۔

پس یہ ثابت ہوا۔ کہ وہ جگہ صرف متقیوں کے لئے ہے۔ اسی لئے تم کو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ سے محروم کر دیا۔ عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچو۔ عداوت محمود میں ایسے اندھے ہو گئے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام حکموں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس پشت ڈالدیا۔ اور حضور علیہ السلام کے لخت جگر کے دشمن بن گئے۔ یہ موعود خلیفہ ہے۔ اور حضورؑ کا حقیقی جانشین ہے۔

پیامی بھائیو! یہ وہ ہستی ہے۔ جس کے جُوتے
کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی تم میں سے کوئی نہیں۔ اپنے
پیارے آقا کے فرزند سے عداوت مت رکھو۔ مگر کیا
کروگے تم مجبور بھی ہو۔ حضرت اقدس علیہ السلام کا
الہام کیونکر پورا ہوتا کہ لاھور میں ایک بے شرم
مضمون بہت لمبا ہو گیا ہے۔ اور میری طبیعت بھی
ناساز ہے۔ اب اس مضمون کو چند ایک شعر لکھ کر ختم
کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
بچھڑے ہوئے پیغامی بھائیوں کو پیغام بلڈنگ کے
تاریک گڑھے سے نکالکر دارالامان کے بلند مینار تک
لے جائے۔ آمین۔

خلیفہ نوجوانی میں بنایا اس کو مولا نے
رہا جو خاکساری سے رفیق بیکساں ہو کر
خلیفہ بننے کی خواہش اگر دل میں کبھی کرتا
نہ ہو جاتا خلیفہ آج باصد عز و شاں ہو کر
خدا اس مولوی ایم اے کو بھی یہ رتبہ دیدیتا
بصدق دل اگر رہتا غلام قادیاں ہو کر
نکالا اس کو اپنی خود پسندی اور تکبر نے
بھلا اب مانے کب وہ سرکرہ باغیاں ہو کر
اماں اُس کو درِ مولا پر ہرگز مل نہیں سکتی
نکل آیا جو خود دارالاماں سے بدگماں ہو کر
گرا دیوگا سر کے بل خدا ان سب کو ذلت سے
خرامان ناز سے ہونگے ہیں جو اب شادماں ہو کر
گروہ منکرین تم آج بہتر ہے سمجھ جاؤ
کرو محمود کی بیعت کو دلسے یکزباں ہو کر

پیغامیوں کا ہمدرد

ابو منیر راجہ غلام محمد خان سکرٹری تبلیغ رئیس چک
امیر پچ کشمیر

"تحقیق جدید"

(از ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی ایم۔ ایس گونڈہ)

یہ کتاب میرے مکرم دوست ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب D.D.D (Lond.) نے مرحمت فرمائی ہے۔ قرآن کریم کی سورۂ مومنون ۱۸ رکوع کا اختتام اس آیت پر ہوتا ہے وجعلنا ابن مریم وامہ ایۃ۔ واٰوینھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین۔ اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو ایک نشان بنایا اور ان دونوں کو ایک بلند جگہ پر پناہ دی۔ جو ہموار اور چشموں والی تھی۔ قرآن کریم نے اس جگہ حضرت مسیح ناصری اور اُن کی والدہ کو نشان قرار دیا ہے۔ ربوۃ۔ جو زمین بلند ہو اس کو کہتے ہیں۔ اور وہ زمین ایسی ہے جہاں پہاڑ نہ ہو یعنی مسطح مرتفع۔ قرار کے معنی ٹھہرنا اور ذات قرار ایسی زمین جسمیں پانی ٹھہرے یا پھلوں والی جگہ یا ہموار جگہ۔ معین جسے آنکھ زمین پر چلتا دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ابن مریم اور ان کی والدہ کو نشان بنایا ہے مفسرین کہتے ہیں کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ مگر یہاں پر ذکر نیک کی فلاح اور ان کا ظالم لوگوں کے ہاتھوں سے نجات پانے کا ہے۔ یہ جگہ کونسی تھی جہاں ابن مریم اور ان کی والدہ کو پناہ ملی۔ کوئی فلسطین قرار دیتا ہے کوئی بیت المقدس (جہاں سے بھاگے وہیں پناہ) کوئی دمشق اور کوئی مصر مگر یہ سب اٹکل پچو باتیں ہیں۔ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت ان میں سے کسی پر صادق نہیں آتی۔ ربوۃ چاہتا ہے کہ زمین بلند ہو۔ ذات قرار چاہتا ہے کہ ہموار ہو۔ پہاڑ نہ ہو۔ یا بہت پھلوں والی ہو۔ ذات معین چاہتا ہے کہ اسمیں چشمے اور نہریں ہوں۔ ان امور کے لحاظ سے وہ زمین کشمیر ہے۔ فلسطین۔ بیت المقدس۔ دمشق اور مصر یقیناً نہیں۔ کشمیر کی بلندی چار ہزار سے اوپر ہی ہے ہموار میدان ہی ہے اور پھلوں والی ہی ہے اور چشمے اور نہریں بھی ہیں۔ یہ جگہ سیر گاہ عالم ہے آج اس پر نگاہ عالم ہے۔ کشمیر میں حضرت عیسےٰ کا جانا تاریخ سے ثابت ہے۔ تاریخ عظمےٰ کشمیر جسے لکھے ہوئے ۱۵۰ سال ہوئے اسکے صفحہ ۸۲ پر اس قبر کا ذکر درج ہے (جس کا خلاصہ یہ ہے) یہ قبر عام طور پر ایک نبی کی قبر مشہور ہے۔ جو کسی دوسرے ملک سے آیا۔ اور اس کا نام یوز آسف تھا۔ آنحضرت صلعم کے بعد تو کوئی بلا واسطہ نبی ہوا نہیں (یا محض نبی نہیں ہوا۔ ہاں امتی نبی ہوا) اور کسی ولی کی قبر نبی کی نہیں کہلا سکتی۔ اور لفظ نبی عربی ہے یا عبرانی پس یہ کوئی عبرانی نہیں ہو سکتا۔ زمانہ حضرت عیسےٰ سے ملتا ہے۔ مندرجہ بالا کتاب اس اجمال کی تفصیل ہے اور سب لوگوں کو تعصب چھوڑ کر اسکو پڑھنا چاہیئے اور خرید کر کے پڑھنا چاہیئے۔ یہ کتاب ایک سابقون الاولون نے لکھی ہے (میری ان سے واقفیت ۱۹۰۵ء کی ہے جبکہ میں نے خود اوس امتی نبی کی بیعت اوس چھوٹی سی مسجد میں کی تھی جو ابھی تک بڑھائی نہ گئی تھی اور جسکو مسجد مبارک کہتے ہیں) اور یہ شخص کھلے الفاظ میں میرے آقا کو خاتم النبیین کہتا ہے اور حضرت مرزا صاحب کا ذکر لفظ مطیع اور امتی سے شروع کرتا ہے۔ یہ باتیں مجھکو بہت پسند آئی (حضرت مفتی صاحب اور میں اگرچہ خواجہ تاش ہیں پھر بھی مجھ میں اور ان میں بڑا فرق ہے) ہمارے مفتی صاحب نے اسمیں تصاویر بھی دی ہیں بہت اچھا کیا ہے اور اس پیرانہ سالی میں جو ان سالوں کی طرح جو محنت کی ہے اس کا اجر اللہ ہی کے پاس ہے۔ جو قلوب پر کامل بصیرت رکھتا ہے (شریعت اسلامیہ صرف زبان تک دیکھتی ہے)

یہ کتاب کسی حالت میں بھی کسی یورپین کے . . . .
Research Work سے کم نہیں
تعصب کی بناء پر جس کی ہندوستان میں بہتات ہے اگر اس کی
قدر نہ کی جائے تو جائے گریہ وبکا ہے۔ اس میں ایک فوٹو
ہے حضرت عیسےٰ کے گدھے کے کھُر کا اِس نے مجھے بہت ہی مزہ
دیا۔ اگر قدم رسول ہے تو عیسےٰ کے گدھے کا کھُر کیوں نہ
ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن جن کو لوگوں نے خدا بنایا ان کے
مراکب بھی خدا یا خدا نما بن گئے۔ جیسے خر عیسےٰ! دلدل!!
ذوالجناح!!! مگر وہ گدھا نیا عجیب و غریب۔ یہ کتاب ۱۷۸
صفحات کی ہے نہایت خوشنما۔ ۱۵ تصویریں اور قیمت کچھ نہیں
صرف ۱۲ر علاوہ محصول۔
میری رائے میں اسکی قیمت اس سے زائد ہونا چاہیئے۔ قرآن کریم
کے اس فیصلہ کے بعد کہ عیسےٰ مرگئے ہمیں ضرورت نہیں رہتی کہ
ہم قبر ڈھونڈیں کیونکہ کسی کی موت کے ثبوت کیلئے نہ قبر کی ضرورت ہے نہ لاش کی۔ اب مسلمان خواہ مخواہ لکیر پیٹ رہے ہیں۔ مگر اس کتاب سے ایک ضروری کڑی ہمیں مل جاتی ہے۔